★ — مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

مشائخ سارین

اعظم گڈھ کے مغربی علاقہ میں کولسہ اور ماہل کے درمیان شاہ گنج جانے والی سڑک کے کنارے سارن نامی ایک قدیم بستی ہے جس کو آج کل سارین کہتے ہیں، یہ علاقہ مسلم دور حکومت میں مضافات جونپور میں شمار ہوتا تھا جہاں آٹھویں صدی کی ابتدا میں ایک بزرگ سید جلال الدین حسینی ترمذی تشریف لائے، آگے چل کران کی اولاد میں کئی مشائخ پیدا ہوئے، سارین اس زمانہ میں معمولی سا دیہات ہے اس سے متصل مشرق میں جھاڑیاں ہیں جن میں قدیم زمانہ کے مزارات ہیں، اس جگہ کو روضہ کہتے ہیں، اسی کے قریب شاہ پور نامی بستی ہے، وہاں بھی گرے پڑے مزارات ہیں، اس سے کچھ دوری پر قصبہ ماہل ہے جہاں حضرت شیخ فتح اللہ انصاری اودھی متوفی سا۸۲۱ھ مشہور بزرگ گذرے ہیں جن کی اولاد میں علمی و روحانی سلسلہ جاری رہا۔ میں سارن مشہور مقام ہے جو جونپور سے کافی دور ہے اور سارین جونپور سے متصل ہے، جن مشائخ سارین کا تذکرہ یہاں مقصود ہے، ان کے حالات شیخ محمد بن حسن غوثی نے گلزار ابرار میں بیان کئے ہیں، ہمارے سامنے اس کا اُردو ترجمہ اذکار ابرار ہے، اصل کتاب فارسی میں ہے اس کے قلمی نسخے خاص خاص کتب خانوں میں ہیں، میں نے سالار جنگ میوزیم حیدر آباد میں اس کا قلمی نسخہ دیکھا ہے اور اس سے استفادہ کیا ہے۔ نزہۃ الخواطر کے مصنف نے اس خاندان کے دو بزرگوں کا حال گلزار ابرار ہی کے حوالہ سے درج کیا ہے۔

سید جلال الدینؒ کی ترمذ سے سارین میں آمد

مصنف گلزار ابرار لکھتے ہیں کہ سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ

ترمذ سے ہندوستان کی طرف آئے اس وقت آٹھویں صدی کا آغاز تھا، اور سرکار جونپور کے مضافات میں قصبہ سارن میں گوشہ نشین ہوئے [1]

آٹھویں صدی کا ابتدائی دور خلجی سلطنت (۶۸۹ھ تا ۷۳۰ھ) کے خاتمہ یا تغلق سلطنت (۷۲۰ھ تا ۸۱۶ھ) کے آغاز کا زمانہ تھا، اس زمانہ میں سوادِ جونپور اور دیارِ پورب میں علماء و مشائخ کے کئی خانوادے آباد ہو چکے تھے، مولانا بدرالدین حنفی اودھی، مولانا صلاح الدین ستر کھی مولانا نظام الدین ظفرآبادی، شیخ نصیرالدین محمود بن یحیٰی اودھی، چراغ دہلی، مولانا علاؤالدین نیلی اودھی، شیخ الاسلام فریدالدین اودھی، شیخ سراج الدین عثمان اودھی، مولانا نصیرالدین جونپوری، شیخ ظہیرالدین حسینی ظفرآبادی، اور ان کے علاوہ سیکڑوں علماء و مشائخ اس دیار میں موجود تھے جن کے وجود با جود سے یہ علاقہ دار العلوم والمشیخۃ بنا ہوا تھا، ان کا فیض دہلی تک عام تھا، اور ارباب علم و فضل کھنچ کھنچ کر اس دیار میں چلے آتے تھے، اسی دور میں سید جلال الدین بھی سارن میں فروکش ہوئے، ان کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ ساداتِ ترمذ میں سے تھے اور ہندوستان آنے کے بعد سارن میں مقیم ہوئے، آگے چل کر ان کی نسل میں شیخ زہید بن بدھا اور شیخ حسین بن محمد وغیرہ پیدا ہوئے۔

شیخ سید زہید بن بدھا سارنی رح

شیخ زہید بن بدھا بن حمزہ بن قطب بن عمر بن جلال الدین حسینی ترمذی سارنی رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی میں طریقۂ چشتیہ کے مشہور بزرگ تھے، ان کا تذکرہ نزہۃ الخواطر میں گلزار ابرار کے حوالہ سے ہے، انھوں نے سلوک و طریقت کی تعلیم و تربیت شیخ محمد بن عیسیٰ جونپوری رح متوفی ۸۷۰ھ سے پائی تھی، جو شیخ فتح اللہ انصاری اودھی متوفی ۸۲۱ھ کے مرید و خلیفہ تھے، اور سارن سے متصل مُاہل میں سکونت اختیار کرتے تھے،

شیخ زہید بن بدھا کثیر الاستغراق بزرگ تھے، اکثر اوقات مراقب رہا کرتے تھے، شیخ محمد بن علاؤالدین بن قاضی عالم مَنیری (شیخ قاضین) متوفی ۸۹۲ھ نے شیخ زہید

---

[1] اذکار ابرار ص۲۵۲، مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۶ھ

بن بدھا سے طریقہ چشتیہ حاصل کیا تھا اور وہ ان کے داماد بھی تھے، ان کا مدفن جونپور ہے، شیخ قاضین کے صاحبزادے اور شیخ زہید کے نواسے شیخ ابوالفتح ہدایۃ اللہ منیری بھی سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ تھے، ایک خیال یہ ہے کہ شیخ زہید بن بدھا کا نام زاہد بن بدر تھا جیسا کہ ان کی سند میں ہے اور مقامی لہجہ میں زہید بن بدھا ہوگیا، [1]

شیخ سید حسین بن محمد سارنی رح

شیخ سید حسین بن محمد بن جلال الدین بن زہید بن بدھا بن حمزہ بن قطب بن عمر بن جلال الدین حسینی ترمذی سارنی شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھویں جد اعلیٰ شیخ سید جلال الدین آٹھویں صدی کے آغاز میں ترمذ سے ہندوستان آئے اور قصبہ سارن میں مقیم ہوئے جو مضافات جونپور میں واقع تھا (اب ضلع اعظم گڈھ میں ہے) شیخ زہید کے دو صاحبزادے تھے شیخ علی اور شیخ جلال الدین، شیخ حسین دوسرے صاحبزادے کے پوتے ہیں، ان کی جائے پیدائش گوالیار ہے، ان کے والد ماجد شیخ سید محمد سلطان ابراہیم لودھی کے دور سلطنت (۹۲۳ھ تا ۹۳۲ء) میں اپنے آبائی وطن سارن سے گوالیار آگئے تھے، اور حاکم قلعہ تاتار خاں نے کمال محبت و تعظیم کے ساتھ ان کا استقبال کیا، اور بعجلت تمام ضروریات مہیا کیں، کچھ دن کے بعد شیخ محمد غوث قدس سرہ متوفی ۹۷۰ھ بھی اپنے وطن مشرق سے گوالیار آئے [2] صورت یہ ہوئی کہ سلطان ہمایوں شیخ محمد غوث کے خاص معتقدوں میں تھا، جب شیر شاہ سوری نے ۹۴۶ھ میں سلطان ہمایوں کو شکست دی تو وہ شیخ محمد غوث کا مخالف ہو کر ان کے درپۂ آزار ہوگیا، اس لئے وہ دیار پورب سے گوالیار چلے گئے۔

اِدھر شاہ پرستوں کی سازش سے ان کا گھر بار لوٹ لیا گیا، انھوں نے شیخ محمد غوث سے کہا کہ یہ سب کچھ سید محمد سارنی کے کہنے سننے سے ہوا ہے اور سید محمد کے گھر والوں سے کہا کہ شیخ محمد غوث تمہاری اولاد کے لئے نقش جلالی جلاتے ہیں۔

یہ خبر سن کر ان کی والدہ نے اپنے بڑے لڑکے سید حسین کو شیخ محمد غوث کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ غلط فہمی دور کریں، ان نوجوان کو دیکھ کر شیخ محمد غوث نے کمال شفقت کا مظاہرہ

---

[1] نزہۃ الخواطر ج۴ ص۲۴ [2] اذکار ابرار ص۲۵۲ و ص۲۵۳،

کیا، جس کی وجہ سے ان کو بہت خوشی ہوئی، اس کے بعد روز بروز دونوں میں تعلقات بڑھتے گئے، حتیٰ کہ سید حسین جب سترہ سال کی عمر کو پہونچے تو ان کے مرید ہو گئے، اور سلوک و طریقت کے مقامات طے کرتے ہوئے خدا پرستی اور حقیقت شناسی میں درجۂ کمال کو پہونچے، اور تیس سال کی عمر میں سلوک سے جذب کی منزل میں آ گئے، اور ان پر وحدۃ الوجود کے اثرات نہایت تیزی سے نمایاں ہوئے، جب شیخ محمد غوث نے شیر شاہ سوری کی سورش سے گجرات کی راہ لی تو سید شیخ حسین بھی ان کے ساتھ گجرات گئے، اسی اثناء میں ایک جگہ سے گذرے جہاں بوالہوسوں کی مجلس برپا تھی، شیخ محمد کا وہاں سے گذر ہوا اور بحالت جذب اس مجلس میں گھس گئے اور پانی کا ایک برتن اٹھا لیا، اہل مجلس چور سمجھ کر غصہ میں آ گئے، اور ایک ناعاقبت اندیش نے تلوار سے آپ کو شہید کر دیا، یہ حادثہ ۹۵۲ھ کا ہے، خواب گاہ احمد آباد کے قریب محمود آباد ہے، صاحب نزہۃ الخواطر نے سید حسین بن محمد بن جلال الدین سارنی کا مختصر حال گلزار ابرار کے حوالہ سے درج کیا ہے [1]

شیخ علاؤ الدین سارنیؒ اور شیخ خیر الدین سارنی

یہ دونوں مشائخ تجلیات الٰہی کے مظہر اور صبر و تقویٰ کا مرقع تھے، توکل و محویت کی ردا، دانش و بینش کا خرقہ اور فقر و فاقہ کی گدڑی اپنے قدِ مشرب پر پہنے ہوئے تھے، تمام تعلقات سے آزاد خاطر اور آزادانہ رہا کرتے تھے، [1]

شیخ اختیار الدین سارنی

شیخ اختیار الدین سارنی روحانی تصرفات کے اسرار و رموز سے واقف تھے، روایت ہے کہ قصبہ سارن کے تمام اعزہ و اقربا سلسلۂ چشتیہ و سہروردیہ میں ارادت و خلافت کے تمام مراسم ادا کرتے تھے، مگر شیخ اختیار الدین موحّدانہ طور پر ولایت احدیت کی ردا اور فقر محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عبا اپنے دوشِ ہمت پر رکھتے تھے اور انفس و آفاق کے رموز سے واقف تھے (ایک مفصل مکتوب کا حوالہ) [2]

---

[1] اذکار ابرار ص ۳۵۴ [2] ایضاً ص ۵۰۱

زیر سرپرستی: حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

سالانہ چندہ
ہندوستان سے
۶۰ روپے
قیمت فی پرچہ ۵/-

بیرون ملک سے
۱۵ ڈالر
امریکی

جلد ۱ | محرم الحرام ۱۴۱۷ھ مطابق مئی ۱۹۹۶ء | شمارہ ۵

فہرست